۱۸۵۷ء
(روزنامچے، معاصر تحریریں، یادداشتیں)
مرتبہ: محمد اکرام چغتائی

مقابلہ کی مجال نہ تھی اس لئے منتشر ہو گئے۔ انگریزوں کے لشکر کے دو آدمی باغیوں سے آ ملے اور کہا کہ آج انگریزوں کو اور ہی خدشہ ہے کیونکہ ان کے لشکر میں محض دو ہزار آدمی ہیں۔ اس بات کو سن کر بادشاہ نے فرمایا ؎

دو صد مرد جنگی بہ از صد ہزار　　سپاہی لشکر نیاید بکار

اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے نصیب کا ستارہ چمک رہا ہے اور ان کے اقبال کا آفتاب جلوہ گر ہے اور یہی بات ان کے لئے کافی ہے:

بخت خواب آلودہ راپا لودہ دنداں بشکند　　بخت گرخنداں بود سنداں بدنداں بشکند

۷۔ ذی الحجہ، ۳۰ جولائی

بادشاہ، روشن آرا باغ میں اپنے معین مقام پر عبادت کے لئے تشریف فرما ہوئے اور خوب دعا کی اور (لوگوں کو) تلقین صبر کی۔

۸۔ ذی الحجہ، ۳۱ جولائی

باغیوں کے کمینہ پن کی وجہ سے تمام مسلمانوں نے ان کی سرکوبی کا قصد کیا اور ایک جماعت ان کی دشمنی پر مستعد ہوئی۔ امراء شاہی جو کچھ دیکھتے یا سنتے تھے، سب کچھ بادشاہ کی خدمت میں آ کر عرض کرتے تھے۔ (انہوں نے اطلاع دی) کہ ایک فتنہ پرداز گروہ عرصہ سے مسلمانوں کے ساتھ بہت کینہ رکھتا تھا۔ باغیوں کی آمد کو اس گروہ نے اپنی دشمنی نکالنے کے لئے غنیمت سمجھا اور یہ دلیل پیش کی کہ اپنے ہم مذہبوں کے آنے سے ہمیں بڑی بڑی مسرت ہوئی ہے اور دشمنی و انتقام کے لئے نیا حیلہ مل گیا۔ پس ایک ہم مذہب نے دوسرے ہم مذہب کے ساتھ رسم اتحاد اختیار کی اور دوستی کے ذریعہ اپنا لیا۔ جب دونوں کے دل مل گئے تو ایک دوسرے نے اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا۔ باطنی کینہ ظاہر ہوا۔ خصوصاً اس شہر کے مضافات کے رہنے والوں کی دلی دشمنی اور بڑھ گئی، ہوس تازہ ہوئی اور خود غرضی کے پیدا ہونے سے طرح طرح کی موہوم آرزوئیں ظاہر ہونے لگیں۔ اسلامی طریقہ کو بند کرنے کے لئے سرگرمی دکھائی گئی۔ بہت دنوں کی بات ہے کہ یہ لوگ اپنے بعض ہم مذہب مفسدوں کی رہنمائی میں شہر کے قصائیوں سے دست و گریبان ہوئے اور چار قصائیوں کا خون بہا دیا۔ جو مسجدیں سر بازار ہیں، ان میں اذان کو منع کرتے ہیں۔ اب جو عید قربان کا چاند نظر آیا تو انہوں نے قربانی کے متعلق یہ منادی کی ہے کہ گائے کی قربانی ہرگز نہ ہونے پائے۔ جب ان کی سرکشی حد سے گزر گئی تو تمام مسلمانوں نے ان کی تادیب کی کوشش کی۔ شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ کے جانشین، مولانا شاہ احمد سعید جو قابل تعریف اور برگزیدہ ہستی ہیں، سب سے پہلے ان مفسدوں سے جہاد کے لئے اٹھے اور جہاد کا جھنڈا جامع مسجد کے سامنے نصب کر دیا اور جہاد کی تلقین کی اور عام دعوت دی۔ جوں ہی لوگوں نے سنا ان کے گرد آ کر جمع ہونے لگے۔ جامع مسجد کے سامنے عقیدت مندوں کا جمگھٹا لگ گیا۔ اکثر مجاہدین نے اسی

لمبردار مذکور سے کہا کہ دیکھو یہ راز پوشیدہ رہے۔ایسا بندوبست کرو کہ صاحب کی کسی کو خبر نہ ہونے پاوے۔یہ وقت وفاداری کا ہے۔لمبردار نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا۔پھر میں نے صاحب سے عرض کیا کہ کچھ کھانا کھائیے۔فرمایا جی نہیں چاہتا۔میں نے مکرر عرض کیا کہ دودھ ہی پی لیجئے۔اس کو قبول کیا۔میں نے دودھ حاضر کیا اور میں کمر بستہ وہاں حاضر کھڑا تھا کہ صاحب نے فرمایا کہ کچھ شہر کی خبر لاؤ۔میں نے عرض کیا کہ ایک آدمی معتبر میں نے ابھی شہر میں بھیجا ہے خبر لانے کے واسطے۔پھر صاحب نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ تم خود جاؤ۔میں نے عرض کیا کہ میرا جاکر ایسے موقع میں پھر واپس آنا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔اگر واپس آیا اور کچھ راز کھلا تو میں اور آپ دونوں مارے جائیں گے۔یہ سُن کر صاحب نے فرمایا کہ تم جاؤ اور واپس مت آؤ۔وہاں کی جو خبر ہو وہ کسی طرح ہم کو پہنچاؤ اور یہاں ہماری حفاظت کا اچھی طرح بندوبست کر جاؤ۔اور شہر میں پہنچ کر جو حکمت عملی تم سے بن آوے، وہ کرو اور جو صاحب لوگ اور عیسائی بچ سکیں، کسی ترکیب سے اُن کو بچاؤ۔

میں نے بموجب حکم کے اول بھوری خاں لمبردار سے صاحب کی حفاظت کی بہت فہمایش کی اور چوکی پہرے کا انہیں کے بھائی بندوں سے اُسی کے طور پر بندوبست کرایا اور میں روانہ شہر ہوا، اول اپنے تھانہ پہاڑ گنج میں آیا، وہاں سپاہی وغیرہ تھانے کے آدمی مجھ سے دریافت کرنے لگے کہ صاحب کو کیا کیا؟ میں نے اُن لوگوں کو بھی صاحب کا حال ظاہر کرنا مناسب نہیں جانا، یہ کہہ دیا کہ صاحب گھوڑا بھگا کر چلے گئے، تھوڑی دُور تک دکھائی دیے، پھر نہیں معلوم کدھر گئے۔میں واپس چلا آیا۔پھر میں نے اپنی وردی اُتار کر سادی پوشاک درباری کی پہنی، دستار باندھی، تھانے کے سپاہیوں کو فہمایش کی کہ تم بہ تبدیل لباس یہیں ہوشیار رہو اور میں شہر کو روانہ ہوا۔پہلے اپنے گھر پہنچا، سب اپنے بھائی بندوں کو پریشان پایا، اُن کو سمجھایا کہ تم اپنے گھر کے دروازے بند کیے بیٹھے رہو، اور صاحب کا راز اُن پر بھی کسی سے ظاہر نہیں کیا۔اب میں سوچ کر کہ کیا تدبیر کی جاوے، قلعے کی طرف روانہ ہوا، راستے میں دیکھا کہ دکاکین اہل حرفہ وبقال وغیرہ سب بند ہیں۔ہڑتال ہوگئی ہے۔اور بدمعاشین شہر انگریزی صاحب لوگوں کا اسباب بنگلوں پر سے لوٹے لاتے ہیں۔جب کوتوالی پر پہنچا تو دیکھا کہ کوتوالی بھی لُٹ چکی تھی، کوٹھریوں کے کواڑ تک اُتار کر لے گئے تھے اور وہاں کوئی معلوم نہ ہوتا تھا۔میں نے وہاں ٹھہر کر ہر چہار طرف آواز دی اور نام پکارا۔دو تین سپاہی بہ تبدیل لباس میری آواز سُن کر اندر سے نکلے۔میں نے اُن سے دریافت کیا کہ کوتوالی کی یہ کیا صورت ہوئی؟ انہوں نے بیان کیا کہ جب شہر میں باغی داخل ہوگئے اور صاحب کلکٹر بہادر مارے گئے، کوتوال نائب کوتوال بھی اُدھر سے پھرتے ہوئے بھاگ کر کوتوالی میں پہنچے تو اُس وقت جو قیدی سڑک چاندنی چوک پر کام کرتے تھے، ان کو بھی ان کے محافظان نے شہر میں غلغلہ دیکھ کر کوتوالی میں لا بٹھایا تھا کہ اس عرصے میں اول دو سوار باغی کوتوالی پر آئے اور کوتوال سے کہا۔دین یا بے دین؟ کوتوال نے گردن کے اشارے سے کہا کہ دین۔سواروں نے کہا کہ ان قیدیوں کو چھوڑ دے۔یہ مجرّد کہنے سواروں کے وہ قیدی خود کھڑے ہوگئے اور لوہاروں کی دوکانوں پر اپنی بیڑیاں کٹوادیں۔کوتوال اور نائب کوتوال اندر کمرہ کوتوالی میں جا بیٹھے اور دروازہ کوتوالی بند کرایا۔

تھا تا کہ خضر سلطان (کذا) اُن کی درخواستیں جمع کر سکے کیونکہ یہ عمر میں بڑا تھا۔

اُسی دن میرے قطب کے گھر نوکر نے بتایا کہ تھیوفلس مٹکاف صاحب کا گھر (کذا) گجر نے لوٹ لیا۔ کہا جاتا ہے کہ چپڑاسیوں اور محافظوں نے گھر کو مکمل طور پر لٹنے سے بچا لیا۔ قیمتی سامان کو تہہ خانے میں چھپا دیا گیا تھا۔ اس وقوعہ سے ایک دن پہلے سپاہیوں نے اِن دونوں (کذا) گھروں کو دیکھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سپاہی کافی تعداد میں آ کر تہہ خانے میں کھلوا کر لوٹیں گے۔ شام کو میں نے بادشاہ اور ملکہ دونوں سے کہا کہ اس گھر کی املاک کی حفاظت کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے کیونکہ بادشاہ مرحوم معظم الدولہ سرٹی مٹکاف کو اپنے فرزند کی طرح سمجھتا تھا، اس لیے اس گھر کو جلنے اور لٹنے سے بچایا جائے۔ بادشاہ نے جواباً کہا کہ دو فوجی کل وہاں بھیج دیئے جائیں۔ میں نے وہ حکم تھانے دار کی جانب روانہ کیا کہ اس گھر اور تہہ خانے کی حفاظت کی جائے۔

یہی ہدایات میں نے اگلی صبح (۲۴ اور ۲۵ مئی) کو چوکیدار کو بھیجیں کہ اگر تنخواہ لینا چاہتا ہے تو املاک کی حفاظت کرے۔ میں نے شہزادوں کو بھی کہا کہ تمہارے فوجی لوٹ مار کے لیے روانہ ہو چکے ہیں۔ بادشاہ کو صبح اطلاع دی گئی کہ میرنواب کو روکا جائے جو گڑھی سارن سے خزانہ لایا ہے۔ مرزا مغل اور خضر سلطان نے کچھ افراد کو روپوں اور خزانے کے ساتھ حاضر کیا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ سترہ ہزار روپے اور آٹھ آنے یا چار آنے تھے۔ افسر کی وضاحت کے بعد دو سو روپے سپاہیوں کو تقسیم اور بقیہ خزانے میں محفوظ کرنے کو کہا۔ بسنت علی نے درخواست کی کہ بادشاہ اور فوج کے درمیان اس کے ذریعے بات چیت کی جائے۔ اسے حکم دیا گیا کہ ہمیشہ اپنی حاضری کو یقینی بنائے اور جو افراد دروازے پر آتے ہیں، ان کی خواہشات کو معلوم کرے اور ان سے گفتگو بھی کرے۔

۲۴ مئی کی شام کو خواجہ سرا کالے خاں نے بتایا کہ میرنواب ایک نوجوان عورت کے ساتھ گڑگاؤں سے واپس آ گیا ہے۔ وہ (نوجوان عورت) وہاں کچھ معززین کے ساتھ رہ چکی ہے اور اپنے گھر میں کافی مقدار میں جواہرات رکھے ہوئے ہے۔ میر حیدر حسین کو معاملے کی چھان بین کرنے کے لیے متعین کیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ جواہرات کوئی نہ لے جائے۔ محبوب علی خاں نے درخواست دی کہ وہ بیماری کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا، احکام تحریری صورت میں دیئے جائیں۔ اسے کہا گیا کہ فوراً تنخواہیں تقسیم کر دی جائیں اور مرزا مغل کو حکم دیا گیا کہ یومیہ وظیفہ روزانہ کی بنیادوں پر تقسیم کیا جائے۔ ایک یا دو روز بعد بادشاہ کو مطلع کیا گیا کہ اگر مدد روانہ کی جائے تو اس خزانے کو واپس حاصل کیا جا سکتا ہے جسے ایک فوجی دستے نے روہتک کے مقام پر قبضے میں لیا ہوا ہے۔ مرزا مغل کو معاملے سے متعلق اطلاع دی گئی۔ تقریباً دو بجے دوپہر مرزا مغل آئے اور کہا کہ تفضّل حسین وکیل کے فرزند مہر نواب نے ذمہ داری لی ہے کہ اگر اسے کچھ بڑی فوج، بندوقیں اور گھوڑے فراہم کیے جائیں تو وہ اس مسئلے پر قابو پا سکتا ہے اور یہ بھی درخواست کی گئی کہ میر فتح علی ان کے ہمراہ جائے۔ مرزا مغل کو حکم دیا گیا کہ اس کا انتظام کرے اور خیال رہے کہ فوجی دستے بادشاہ کی رعیت کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔

کچھ دن بعد جب یہ کارواں واپس ہوا تو پتہ چلا کہ مقامی افراد کو لوٹا اور مارا گیا۔ ان کی عورتوں نے عزت

بچانے کی خاطر خودکشی کرنا پسند کی۔ یہ سننے کے بعد بادشاہ بہت ناخوش تھے، لیکن مرزا فتح علی اور میر نواب نے ان اطلاعات کو غلط کہہ کر انکار کر دیا، لیکن کچھ روز بعد ان افراد نے، جن کا تعلق روہتک سے تھا، اس کی تصدیق کی۔ کچھ رقم کو خزانے میں رکھ دیا گیا اور حکم جاری ہوا کہ محبوب علی کو درخواست دیئے بغیر آج سے مرزا مغل کے خزانے سے یومیہ وظیفہ دیا جائے گا۔ روز بروز محبوب علی کمزور ہوتا گیا۔

اس کے کچھ دیر بعد بادشاہ کو مطلع کیا گیا کہ مرزا ابوبکر نے غیر رسمی فوج کے ساتھ نواب حامد علی خاں کی رہائش پر قبضہ کر لیا ہے اور انہیں اس میں قید کیا ہوا ہے تاکہ انہیں راستے سے ہٹایا جائے۔ یہ کہا گیا کہ ان کا انگریزوں سے تعلق ہے اور ایک یورپی بھی ان کے گھر میں پناہ لیے ہوئے تھا۔ اس کے بعد نواب نے درخواست دی کہ اس کے ساتھ ناانصافی کی جا رہی ہے اور خواجہ سرا اور خاتون ملازمین اس کے سارے گھر کی تلاشی لے لیں۔ اگر کوئی یورپی میرے گھر سے برآمد ہو تو آپ جو چاہیں، مجھے سزا دے سکتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہو تو ان جھوٹوں کو سزا دی جائے۔

بادشاہ نے دربانوں اور چوبداروں کو فوراً حکم دیا کہ ایک خواجہ سرا کو ابوبکر کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ گھر کی تلاشی لے اور اس دوران کسی قسم کی ناانصافی نہیں ہونی چاہیے جیسا کہ میر نواب نے نواب کو قیدی بنا کر کی تھی۔ دربان اور چوبدار واپس آئے۔ جب وہ دروازے پر پہنچے تو بادشاہ نے میر نواب علی خاں پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور حامد علی خاں کو رہا کر دیا۔ حامد علی خاں کو حکم دیا کہ وہ معہ اس فہرست کے جس میں لوٹی ہوئی اشیاء کا ذکر ہو، بادشاہ کے پاس حاضر ہو۔ ترک سواروں کو کہا گیا کہ وہ ابوبکر کے کسی حکم کی تکمیل نہ کریں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ''وہ ہمارا افسر ہے۔ کیوں نہ ہم وہاں جائیں جہاں ہمیں کوئی شک محسوس ہو، لیکن آئندہ ہم کسی قسم کی ناانصافی کے مرتکب نہیں ہوں گے۔ دوپہر کو بڑی فوج کی رجمنٹ کے افسران حاضر ہوئے اور استدعا کی کہ جھجر کے نواب کو حا کیا جائے کہ رقم کا بندوبست کرے اور یہ بھی کہا گیا کہ بادشاہ کے ملازمین انگریزوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، ورنہ وہ یہ پہلے ہی حاضر کر چکا ہوتا۔ اس سلسلے میں ایک پروانہ خفیہ ایجنٹ غلام نبی خاں کو لکھنے کے لیے حکم دیا گیا۔ نے مزید درخواست کی کہ ایک پروانہ لکشمی چند سیٹھ کو لکھا جائے جس میں اس کو ہدایت کی جائے کہ اس کے گما خزانے کے دفتر کی ذمہ داری قبول کریں، نہیں تو اس دفتر کے بغیر کاروبار نہیں چل سکتا۔ منشی کو ہدایت کی گئی کہ سلسلے میں ایک پروانہ لکھے۔

بادشاہ کو مطلع کیا گیا کہ کوتوال معین الدین حسن خاں نے شہر کے وسیع وعریض حصے پر لوٹ مار مچا ر ہے۔ مرزا مغل کو ہدایت دی گئی کہ اسے کوتوالی سے چلتا کیا جائے اور اس کی جگہ کسی اور کا انتخاب کیا جائے۔ یہ بھی صادر کیا گیا کہ اس کی املاک ان شہریوں کے حوالے کر دی جائے جن کو اس نے لوٹا ہے اور کوتوال کو سزا دی چاہیے۔ شام کے وقت خواجہ وحید الدین خاں حاضر ہوا اور ساتویں رجمنٹ (الیگزینڈر کی پلٹن) کی تعریف کر ہوئے کہا کہ انہوں نے دہلی دروازے پر پڑاؤ ڈالا ہوا ہے اور وہ مقابلے کے لیے بھی تیار ہیں، لیکن رسد کی قلت